دفاع حدیث

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ جِبْرِيلَ جَعَلَ يَدُسُّ فِي فِي فِرْعَوْنَ الطِّينَ خَشْيَةَ أَنْ يَقُولَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ، أَوْ خَشْيَةَ أَنْ يَرْحَمَهُ اللّٰهُ .

''جبریل علیہ السلام نے فرعون کے منہ میں مٹی ڈال دی، اس ڈر سے کہ کہیں یہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دے، تو اللہ اس پر رحم کر دے۔''

(مسند الإمام أحمد :240/1، سنن التّرمذي : 3108، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح غریب'' کہا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۲۱۵) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۷۶۳۴) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

منکرین حدیث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے تو کفر پر راضی ہونا لازم آتا ہے اور جبریل علیہ السلام کفر پر کیسے راضی ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا یہ روایت جھوٹ ہے۔

یہ واقعہ قرآن میں بھی بیان ہوا ہے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا تو چلا اٹھا:

﴿آمَنْتُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهٖ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾(یونس : ۹۰)

''جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، میں بھی اسی پر ایمان لاتا ہوں اور تسلیم

کرتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی الہ نہیں، میں مسلمان ہوتا ہوں۔''

تو اس پر اللہ کی طرف سے فرمایا گیا:

﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ﴾(یونُس : ۹۱)

''تو اب ایمان لاتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کر چکا ہے اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا۔''

یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے، جب جان نکالی جا رہی ہو، اس وقت ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یا جب فیصلہ آ جاتا ہے، اس کے بعد ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾(المؤمن : ۸۵)

''ہمارا عذاب دیکھنے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔''

بعینہ یہی صورت حال تھی کہ فرعون موت کے منہ میں جاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ میں بنی اسرائیل کے خدا پر ایمان لاتا ہوں، جبکہ اس سے پہلے ایمان کا مطالبہ کیا گیا۔ جب پہلے ایمان نہیں لایا، تو موت کو دیکھ کر ایمان لانے سے بھی کچھ مفاد نہیں تھا، تو اسی صورت احوال میں فرعون کے منہ میں مٹی ڈال دی گئی کہ اب اسے لا الہ الا اللہ کہنے کی توفیق ہی نہ دی جائے۔ اب ایسے وقت میں ایمان قبول نہ کرنے سے اگر کفر پر راضی ہونا لازم آتا ہے، تو پھر قرآن کو غلط کہیے، کیوں کہ قرآن نے یہ قاعدہ دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

یہی اعتراض علامہ زمخشری وغیرہ نے بھی کیا تھا، تو اس پر یوں تعلیق لگائی گئی:

هٰذَا إِفْرَاطٌ مِّنْهُ فِي الْجَهْلِ بِالْمَنْقُولِ وَالْغَضُّ مِنْ أَهْلِهِ، فَإِنَّ الْحَدِيثَ صَحِيحُ الزِّيَادَاتِ .

''یہ زمخشری کی حدیث سے انتہائی لاعلمی اور محدثین سے لاتعلقی کا نتیجہ ہے، یہ حدیث اپنی زیادات سمیت صحیح ہے۔''

آگے لکھتے ہیں:

ذٰلِكَ أَنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ كَافِرًا كُفْرَ عِنَادٍ، أَلَا تَرٰى إِلٰى قِصَّتِهٖ حَيْثُ تَوَقَّفَ النِّيلُ، وَكَيْفَ تَوَجَّهَ مُنْفَرِدًا وَأَظْهَرَ أَنَّهٗ مُخْلِصٌ، فَأَجْرٰى لَهُ النَّيْلَ، ثُمَّ تَمَادٰى عَلٰى طُغْيَانِهٖ وَكُفْرِهٖ فَخَشِيَ جِبْرِيلُ أَنْ يُّعَاوِدَ تِلْكَ الْعَادَةَ فَيَظْهَرَ الْإِخْلَاصَ بِلِسَانِهٖ فَتُدْرِكَهٗ رَحْمَةُ اللّٰهِ فَيُؤَخِّرَهٗ فِي الدُّنْيَا فَيَسْتَمِرَّ عَلٰى غَيِّهٖ وَطُغْيَانِهٖ فَدَسَّ فِي فَمِهِ الطِّينَ، لِيَمْنَعَهُ التَّكَلُّمَ بِمَا يَقْتَضِي ذٰلِكَ، هٰذَا وَجْهُ الْحَدِيثِ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ جَهْلٌ وَّلَا رِضًا بِكُفْرٍ بَلِ الْجَهْلُ كُلَّ الْجَهْلِ مِمَّنِ اعْتَرَضَ عَلَى الْمَنْقُولِ الصَّحِيحِ بِرَأْيِهِ الْفَاسِدِ وَأَيْضًا فَإِيمَانُهٗ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ عَلٰى تَقْدِيرِ أَنَّهٗ كَانَ صِدْقًا بِقَلْبِهٖ لَا يُقْبَلُ لِأَنَّهٗ وَقَعَ فِي حَالِ الْاِضْطِرَارِ وَلِذٰلِكَ عَقَبَ فِي الْآيَةِ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ﴾ وَفِيهِ إِشَارَةٌ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ .

''فرعون ایک متعصب کافر تھا، آپ اس کے واقعہ کو بہ غور پڑھیں، جب نیل رک گیا تھا، اس وقت اس نے کیسے اخلاص کا اظہار کیا تھا، پھر جب نیل چل پڑا

تو فرعون اپنی اسی سرکشی اور بغاوت پر اتر آیا۔تو جبریل علیہ السلام اس بات سے ڈرا کہ وہ دوبارہ یہی کام نہ کر دے، وہ اپنی زبان سے اخلاص ظاہر کرے،تو دنیا میں اس کو مزید مہلت مل جائے اور وہ سرکشی اور کج روی کے رستے پر ہی چلتا رہے،تو جبریل نے اس کے منہ میں مٹی ڈال دی،تا کہ اس کے منہ سے کوئی ایسا کلام نہ نکل جائے،جس کی بنا پر اسے مزید مہلت مل جائے۔ یہ حدیث کا مفہوم ہے۔ اس سے جہالت لازم نہیں آتی، نہ کفر پر راضی ہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ اصل جہالت تو یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی فاسد رائے کی بنا پر صحیح حدیث کا رد کرے، پھر یہ بھی ہے کہ ایسی حالت میں اگر وہ صدق دل سے ایمان لائے،تو بھی قبول نہیں، کیونکہ وہ ایسے وقت میں ایمان لایا ہے، جب وہ مجبور ہو چکا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ ﴾(یونس : ۹۱) ''تو اب ایمان لاتا ہے،حالاں کہ اس سے پہلے تو نافرمانی کر چکا ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کی طرف اشارہ تھا،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : ﴿فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾(المؤمن : ٥)''ہمارا عذاب دیکھنے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔''

(حاشية الكَشّاف : 368/2)